دیس بہ دیس: مسیحی سرگرمیاں اور مسلم۔ مسیحی روابط

بنگلہ دیش: ۸۷ سالہ مشنری کی یادیں

"ہولی کراس" نامی تنظیم سے وابستہ پادری فریڈرک برگمان گزشتہ ۶۰ برس سے تبشیری میدان میں کام کر رہے ہیں۔ ۱۹۱۳ء میں کینساس (ریاست ہائے متحدہ امریکہ) میں پیدا ہونے والے جناب برگمان ۲۶ برس کی عمر میں کاہن بنے اور ۱۹۳۹ء میں اس خطے میں آئے جو آج بنگلہ دیش ہے۔ ان دنوں وہ دارالحکومت ڈھاکہ سے ۱۳۰ کلو میٹر شمال مغرب میں واقع "جل چترا" نامی قصبے میں کام کررہے ہیں۔

جناب برگمان بتاتے ہیں کہ جب وہ بنگال آئے تو زیادہ تر پادری امریکی اور کینیڈین تھے' صرف تین پادری مقامی آبادی سے تعلق رکھتے تھے۔ ۵۹ سال بعد ان کے الفاظ میں "میں مقامی چرچ اور مسیحیوں میں بہت سی تبدیلیاں دیکھتا ہوں۔" انہوں نے بتایا کہ میمن سنگھ کے علاقے میں کیتھولک آبادی بڑھی ہے اور "آئے روز نئے پیرش وجود آرہے ہیں۔"

بنگلہ دیش میں زیادہ تر پادری اور تمام سات بشپ بنگالی ہیں۔ ان کے ساتھ کام کرنے والے بعض پادری قبائلی آبادی سے تعلق رکھتے ہیں۔ جناب برگمان کے بقول جب وہ اس خطے میں نئے نئے آئے تھے تو مسیحی خاندانوں کی تعداد بہت کم تھی' مگر خاندان بڑے بڑے تھے۔ اب مسیحی خاندانوں کی تعداد بڑھ گئی ہے' مگر خاندانی منصوبہ بندی کے سبب ہر خاندان کے افراد کی تعداد کم ہوگئی ہے۔ لوگ مالی مجبوریوں کے تحت خاندان مختصر رکھنے کے حق میں ہیں۔"

"آج کل ترغیبات بڑھ گئی ہیں۔ میں لوگوں کے ایمان و یقین کے بارے میں پریشان ہوں۔ بعض مسیحی امیر ہوگئے ہیں اور وہ ٹیلی وژن پروگراموں سے مزید ترغیبات کا شکار ہو رہے ہیں۔ آج پوری دنیا میں ذرائع ابلاغ کے اثرات بڑھ رہے ہیں' تاہم مسیحیوں کو اس بارے میں محتاط ہونا چاہیے' تاکہ وہ ذرائع ابلاغ کے مطابق ڈھل نہ جائیں۔ ذرائع ابلاغ لوگوں کی ذہنیت بدل دیتے ہیں۔"

"ذرائع ابلاغ کے زیر اثر خاندان کے مختلف افراد کے باہمی روابط پہلے کی طرح مضبوط نہیں۔ بعض خاندانوں میں جب بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ رہنا نہیں چاہتے۔ وہ بہتر معیار زندگی چاہتے ہیں اور بیرون ملک جانے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔" جناب

برگمان نے زور دے کر کہا کہ "کیتھولک خاندانوں کو پہلے کی طرح مضبوط ہونا چاہیے۔ بچوں کی تربیت و تشکیل کے لیے خاندان ہی بنیاد فراہم کرتے ہیں اور خاندان چرچ کی بنیاد بھی ہیں۔" نوجوانوں کو مضبوط ایمان وایقان کی زندگی گزارنا چاہیے۔ ---- ("دی کرسچن وائس" کراچی۔ ۸ فروری ۱۹۹۸ء)

بوسنیا: مسیحیوں میں اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔

پولینڈ کے ایک کیتھولک جریدے نے سرائیوو یونیورسٹی کے کلیہ اصول الدین کے استاد جناب عدنان سلاجق کا ایک انٹرویو شائع کیا ہے جس میں جناب سلاجق نے بوسنیا کے مسلمانوں کی صورت حال' مسیحیوں کے ساتھ ان کے روابط اور اسلام کے بارے میں اپنے تصورات پر روشنی ڈالی ہے۔ جناب سلاجق کیتھولک اکیڈمی (زغرب) میں "مذہبی تاریخ" کے استاد رہ چکے ہیں۔ ان کا انٹرویو آج کے بوسنیا کا شاید ہر لحاظ سے نمائندہ نہیں' تاہم ایک "فکری لہر" کی حیثیت ضرور رکھتا ہے۔

جناب سلاجق نے واضح کیا ہے کہ بوسنیا کی جنگ (۹۵-۱۹۹۲ء) میں مسلمانوں کے خلاف مظالم میں ان غلط فہمیوں کا بڑا حصہ ہے جو مسیحیوں کے ذہن میں اسلام کے بارے میں موجود ہیں۔ جناب سلاجق نے مزید کہا کہ بوسنیا کی حالیہ تباہی اور بربادی کا بڑا سبب یہ ہے کہ ملک کے مختلف مذاہب اور ثقافتوں کے درمیان کوئی "فعال مکالمہ" موجود نہیں رہا۔ اگرچہ ان مذہبوں اور ثقافتوں کے حامل لوگ مغربیت اور کمیونزم کے سائے تلے بظاہر اکھٹے رہتے رہے ہیں۔

جناب سلاجق نے واضح کیا ہے کہ ویٹی کن کونسل نے اسلام کے بارے میں مسیحیوں کے روایتی تصور کو مسترد کردیا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ "جھوٹے' دغاباز اور مسیح مخالف" شخص کے بجائے خدائی پیغام کے حامل معلم سے تعبیر کیا ہے۔ اس وضاحت کے باوجود اسلام کے بارے میں مسیحیوں کی غلط فہمیوں نے بوسنیا کے مسلمانوں کے خلاف ہونے والی سفاکی میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ جناب سلاجق نے مثال کے طور پر بتایا کہ "جہاد" کے اسلامی تصور کو غلط طور پر اس طرح پیش کیا جاتا ہے جیسے "جہاد" دوسروں پر زبردستی اسلام تھوپنے اور غیر مسلموں کو قتل کرنے کا نام ہے' حالانکہ قرآن میں جہاد "روحانی' جذباتی اور ذہنی سطح پر دنیا